علماء کرام
اور
کسب معاش

بقلم :مفتی مجاہد الاسلام قاسمی

استاذ حدیث وفقہ : دارالعلوم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام ،آنند ، گجرات

ناشر

مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم ،مرزاپور، مداری پور، ضلع :سیتامڑھی، بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے مختلف جگھوں پر تجارت کا حکم دیا ہے اورتجارت کی ترغیب دی ہے،اور بعض جگہ پر تجارت کی تاکید فرمائی ہے:

﴿فَاِذَا قُضِیَ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡافِی الاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہ﴾ (سورۂ جمعہ)

پھر جب نماز جمعہ پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤاور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔اس آیت کریمہ کے ذیل میں مفسرین نے ''فضل اللہ'' سے کسب معاش اور رزق حلال کا تلاش کرنا مراد لیا ہے۔ایک جگہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رِجَالٌ لاَ تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلاَ بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہ﴾

توضیح القرآن میں شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ العالی اس آیت کریمہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ''یہ لوگ مسجدوں اور عبادت گاہوں میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دنیا کو بالکل چھوڑ کر نہیں بیٹھے، بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق معاشی کاروبار میں حصہ لیکر تجارت اور خرید وفروخت بھی کرتے ہیں؛ لیکن یہ تجارتی سرگرمیاں کو ان کو اللہ کی یاد اور اس کے احکام کی اطاعت سے غافل نہیں کرتی۔(توضیح القرآن:۲/۱۷۸)

جس چیز کا قرآن شریف نے بارہا حکم دیا ہے، نبی کریم ﷺ نے مختلف

مواقع سے تجارت کی ترغیب دی ہے۔اس کے باوجود بعض حضرات، وارثین انبیاءعلماء کرام کے لیے تجارت میں مشغول ہونے کو علماء کے زہد وتوکل کے خلاف سمجھتے ہیں!!!!

انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر زاہد فی الدنیا اور متوکل علی اللہ کون ہوسکتا ہے؟ لیکن تاریخ اور سیرت کا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بذات خود کسب معاش کے لیے مختلف ذرائع اختیار فرمائے، خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتوں تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا، اسی غرض سے ملک شام کی طرف دو سفر کئے۔ پہلا سفر جب آپ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی تو اپنے چچا خواجہ ابو طالب کے ہمراہ کیا ،اور دوسرا سفر پچیس سال کی عمر میں مضاربت پر ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سامان لیکر کیا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ مال تجارت لیکر ''جرش'' کا سفر کیا، جو طائف سے کچھ آگے تجارتی مرکز تھا۔

نبی آخر الزمان ﷺ کے بعثت سے قبل بے شمار انبیاء کرام نے صنعت وحرفت، ہاتھ سے کمائی کا عمل کیا، چنانچہ کتب حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی بھی تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔

حضرت موسی علیہ السلام اجیر مزدور بن کر بکریاں چراتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام لکڑی سے چیزیں بناتے تھے،

"کان زکریا علیه السلام نجارا" (مسلم شریف)

حضرت داؤد علیہ السلام لوہاری کے پیشہ سے وابستہ تھے،

قرآن کریم میں ہے کہ **"وعلمناه صنعة لبوس"**

ارشاد نبوی ہے کہ "کان داؤد لایأکل إلا من عمل یده" (بخاری شریف)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ہر وہ تجارت اختیار فرمائی جو شریعت کی نظر میں درست تھی، ذیل میں بطور نمونہ صرف چند صحابہ کرامؓ اور ان کے پیشوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشہور تاجروں میں تھے، خلیفہ بننے کے بعد بھی حسب عادت بازار کی طرف بغرض تجارت چل پڑے، تو دیگر صحابہ نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ تجارت میں لگ جائیں گے تو مسلمانوں کے معاملات کیسے حل ہوں گے؟ پھر صحابہ کے مشوروں سے آپ کے لیے بیت المال میں سے عام آدمی جیسا وظیفہ مقرر کیا گیا۔

(۲) حضرت عمر فاروقؓ بڑے درجے کے تاجر تھے، تجارت سے آپ کے شغف کا اندازہ آپ کی اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ شہادت کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ موت میرے لیے یہ ہوگی کہ تجارت کرتے کرتے میری موت آجائے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۹۸)

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو بلند پایہ مشہور تاجر تھے، آپ کے دین کے خاطر مالی خدمات کی ایک لمبی فہرست ہے۔

(۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی بڑے مشہور تاجر تھے، ان کے علاوہ حضرت زبیر بن عوام، حضرت منقد بن عمرؓ نیز دیگر کچھ اور صحابہ بڑے درجہ کے تاجر تھے جس کا ذکر طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا گیا ہے۔

حضرات علماء کرام جو انبیاء کے سچے وارث ہیں، اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر گامزن ہیں، بھلا وہ کیسے تجارت سے غافل رہ سکتے ہیں۔

چنانچہ ہر دور میں علماء کرام نے بھی اپنے تمام تر علمی کمالات، درس تدریس، وعظ وتقریر، دعوت وتبلیغ اور دیگر خدمات کے باوجود کام چور بننے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے اور دوسروں کا دست نگر بنے رہنے جیسی بری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھا، اور کسب معاش کے سلسلہ میں بھی وہ جد وجہد اور محنت وجاں فشانی دکھائی کہ اگر آج بھی علماء اپنی دینی خدمات کے ساتھ تجارت کے مشغلہ کو بھی اپنا لیویں تو دوسرے کے محدود ٹکڑوں پر پلنے کی بے شمار خرابیوں سے بچ کر معاشرہ کے اغنیاء کے درمیان سر اٹھا کر جینے والے بن جائیں۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ چند علماء اسلاف اور ان کے پیشہ کا مزید کی ترغیب کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) امام المغازی بڑے درجہ کے محدث اسحاق ابن راہویہ برتن بناتے تھے۔(۲) ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری امام مسلمؒ عطر فروش تھے۔(۳) ابو عبداللہ محمد المعروف ابن ماجہ رکاب اور لگام بیچتے تھے۔(۴) فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''قدوری'' کے مصنف ابوالحسن قدوریؒ ہانڈی بنا کر بیچتے تھے اسی لیے وہ قدوری سے مشہور ہوگئے۔(۵) بڑے درجے کے محدث سالم بن عبداللہ البراد، کوزے میں پانی بھر کر ٹھنڈا کر کے بیچتے تھے اس لئے البراد کہلائے۔(٦) شیخ الاسلام ابوسلمہ التبوذکی کھاد بیچتے تھے اسی وجہ سے ''التبوذکی'' سے مشہور ہوئے۔ (۷) آٹا پیسنے کی وجہ سے بہت سارے علماء ''الدقاق'' یا الدقاقی سے مشہور ہوئے۔

غرض کہ ہر قسم کے پیشوں سے وابستہ ہمارے علمائے اسلاف کی لمبی فہرست ہے جن کا احصاء دشوار ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مال اور اسلام کے درمیان تضاد اور منافات ہے یہ نظریہ سراسر غیر اسلامی ہے، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة '' کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ صرف آخرت ہی آخرت، دین ہی دین کی رٹ لگائی جائے اور دنیا کو بالکل ترک کر دیا جائے ،اس آیات سے ایسے خیالات ونظریات کی صراحتا تردید ہوتی ہے۔(معارف القرآن:۴۹۲/۱)

نبی پاک ﷺ کی بے شمار دعائیں ہیں جن میں آپ ﷺ نے فقر سے پناہ چاہی ہے اور غناء کا سوال کیا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے: **اللھم انی اسئلک من صالح ماتؤتی الناس من المال والاھل والولد غیر ضال ولامضل**

(ترمذی شریف : ۱۹۹/۲)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے وہ بہتر مال اور گھر والے اور اولاد مانگتا ہوں جو تو لوگوں کو عنایت کرتا ہے، درانحالیکہ جو نہ خود گمراہ ہو اور نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں۔

ایک جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: **"من استطاع منکم ان یقی دینه وعرضه بماله فلیفعل"** (مستدرک حاکم :۵۸/۲)

اس حدیث پاک سے مال ودولت کی اہمیت سمجھی جاسکتی ہے کہ دین اور اپنی عزت کی حفاظت میں مالدار ہونے کا بھی اہم رول ہے، نیز اس حدیث کی تائید ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔

"کاد الفقر ان یکون کفرا" (شعب الایمان للبیهقی : ۲۶۷/۵)

یعنی قریب ہے کہ فقر مسلما کو کفر تک پہونچا دے کہ تنگی ومفلسی سے عاجز آکر ایسے افعال کر گذرے جو ایک مسلمان کی شایان شان نہ ہو جیسے چوری، ڈکیتی یا مال کی لالچ میں کفریہ مذہب اختیار کرلے۔

صاحب کشاف علامہ زمخشریؒ نے اپنی تفسیر میں بعض سلف کا قول نقل کیا ہے کہ تجارت کرو اور مال کماؤ، اس لئے کہ تم ایسے زمانہ میں جی رہے ہو کہ آدمی جب محتاج ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین کو بیچ کر کھا جاتا ہے۔

(کشاف:۴۶۱)

مشہور محدث حضرت ابو قلابہ نے ایک عالم کو دیکھا جو مسجد میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتا تھا، اور کوئی مسجد میں آتا تو اسے کچھ دین کی باتیں سیکھاتا تھا، تو محدث ابو قلابہ نے اس عالم سے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ تمہاری ذریعہ آمدنی کیا ہے؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ لوگ جو ھدیہ، نذرانہ دیتے ہیں اس کو استعمال کرتا ہوں اور اپنا وقت عبادت میں صرف کرتا ہوں، تو ابو قلابہ نے فرمایا:

لان أراک تطلب معاشک أحب الی من اراک فی زاویة المسجد"

میں تمہیں معاشی زندگی اور رزق حلال کے حصول میں سرگرم دیکھوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ تمہیں مسجد میں گوشہ نشین دیکھوں۔

(اسلامی معاشیات:۱۸۵)

حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک دینداری اس کا نام نہیں ہے کہ لولے، لنگڑے بن کر دین کے کام کے لئے بیٹھ جاؤ کہ دوسرے تمہاری ضروریات کو پورا کریں، بلکہ اپنی روٹی کی فکر خود کرو، یہ دین داری کا پہلا

مرحلہ ہے، پہلے روٹی کی فکر کرو، پھر عبادت کروتا کہ اطمینان سے عبادت کرسکو۔

(احیاءعلوم الدین:۸۱/۲)

اسی وجہ سے مشہور محدث حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ دین کے کام کرنے والے علماء سے فرمایا:

”لو لا هذه الدنانير لتمندل بنا هؤلاء الامراء و الملوک“

اگر ہم علماء کے پاس مال ودولت نہ ہوتو یہ امراء، مالدار لوگ ہم کو منہ پوچھنے کا رومال بنالیں۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ آج بہت سے امراء جو علماء کو حقیر سمجھتے ہیں اس کی اصل وجہ علماء کی غربت ہے،اس لئے حدیث نبوی میں:

”من استطاع منكم ان يقى دينه وعرضه بماله فليفعل “

کہ جو شخص طاقت رکھتا ہو(جو اپاہج،لنگڑا،لولا نہ ہو) اپنے دین اور اپنی عزت کو بچانے پر مال کمانے کی ذریعہ تو وہ ایسا ضرور کرلیوے۔

اس حدیث کے پیش نظر آج علماء کے لئے پہلے نمبر پر ضروری ہے کہ آج کے دور میں جب لوگوں نے عزت کا سارا دار ومدار مال پر رکھ دیا ہے تو علماء بھی ماضی کے علماء سے سبق حاصل کرتے ہوئے کاروبار کی سنت جو ہر دور میں علماء نے اپنایا اس سے اپنے آپ کو جوڑیں۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات جو تجارت کے سلسلہ میں ہیں وہ ہر مسلمان عالم، غیر عالم سب کے حق میں عام ہے۔

طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة

حلال روزی کا طلب کرنا فرض ہے فرض کے بعد، یعنی اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا، نماز، روزہ، زکوۃ، حج جو اسلام کے بنیادی ارکان اور فرائض ہیں ان کے بعد رزق حلال کی فکر، کوشش بھی ایک اسلامی فریضة ہے، اور کسی فرض کی ادائیگی عبادت اور موجب ثواب ہے اسی وجہ سے کسب حلال کی فکر بھی عبادت اور موجب ثواب ہے۔

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین. (ترمذی شریف)

حضور ﷺ کا یہ پاک ارشاد ہے کہ سچائی، امانت داری کے ساتھ کاروبار کرنا خود فی نفسہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ اسی تجارت کے عوض میں ایسے تجار قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

شریعت اسلام میں تجارت کی اس قدر اہمیت وافادیت کا تقاضہ یہ ہے کہ علماء کرام جو نبی پاک ﷺ کے ان ارشادات کو بیان کرتے ہیں وہ خود پہلے اس پر عمل کریں، اور اگر واقعی ان کی دینی مشغولیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ تجارت کے

لئے خود اپنا وقت فارغ نہیں کر سکتے وہ مضاربت کریں، مضاربت کہتے ہیں کہ ایک کا سرمایہ ہو دوسرا اس میں تجارت کرے اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ رب العزت نے تین چیزوں میں برکت رکھی ہے اس میں سے ایک چیز مضاربت ہے۔

(بحوالہ مضاربت کے احکام:۸۳)

علماء کرام جو خرید وفروخت کے شرعی احکام سے اچھی طرف واقف ہوتے ہیں وہ اگر کاروبار میں لگ جائیں تو امت میں جو اکثر بازار میں حرام، جھوٹ، دھوکہ، غبن کے واقعات پیش آتے ہیں ممکن ہے کہ اس کا سد باب ہو جائے۔

اللہ کرے مجھ خاکسار کی یہ تحریر علماء کی توجہ کا باعث بنے، اور تجارت جو انبیاء کی اور دور نبوت سے دور صحابہ تک اور دور صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے ائمہ مجتہدین تک اور ائمہ مجتہدین سے علماء سلف تک سبھی کا مشغلہ رہا ہے، جس سے آج کل کے علماء کی اکثریت نے ترک کیا ہے، اس سنت کو بھی زندہ کرنا ہم علماء اپنا فریضہ سمجھیں۔

بقلم: مفتی مجاہد الاسلام قاسمی

استاذ حدیث وفقہ:

دارالعلوم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند گجرات